Rohtas Mahila College , Sasaram

Dr. Shahla Bano
Dept of Urdu

Course:-B.A part 2 Hons paper 3rd(2019-20)
Book-Parda-e-Ghaflat
Topic:- Drama Parda Ghaflat

Scanned with CamScanner

پہلا ایکٹ

پہلا سین

(میر الطاف حسین اپنے مکان کے سامنے ڈیوڑھی کے قریب ایک تکیہ دار مونڈھے پر بیٹھے حقہ پی رہے ہیں۔ ہاتھ میں تسبیح ہے، وظیفے کا شغل جاری ہے۔ سیدھے ہاتھ پر ایک مونڈھے پر احمد حسین اور بائیں ہاتھ پر کچھ فاصلے سے ایک چارپائی کی پائینتی پر سیتارام مہاجن بیٹھے ہیں)

احمد حسین: (سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے) چودھویں صدی ہے۔ خون سفید ہو گئے ہیں۔ جس چچا نے بچپن سے بیٹے کی طرح پالا، اس سے یہ سرکشی! اپنا گھر الگ کریں گے، اپنی جائداد سنبھالیں گے، بہن کو لکھا پڑھا کر میم بنائیں گے۔ اس میں خاندان کی آبرو مٹی میں مل جائے چاہے.....

سیتارام: (بات کاٹ کر) آمد میاں۔ یہ سب انگریزی پڑھائی کا قصور ہے۔ دیکھو نا صاحبزادے کے والد ہمارے تمھارے ساتھ اردو مڈل میں پڑھتے تھے، کیسے چُپ چاپ میاں آدمی تھے۔ ہم تم مڈل فیل رہے اور وہ پاس ہو ہوا کر انگریزی اسکول میں پہنچے۔ تب سے کیسی دھواں دھار باتیں کرنے لگے اور لندن جاکر تو ایسے بدلے کہ کیا مجال کوئی کہہ سکے یہ وہی میاں شجاعت ہیں جو سر جھکائے، بغل میں بستہ اور سلیٹ دبائے مدرسے جایا کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner

احمد حسین: اور تو اور اس نتیجے کم بخت کرامت علی کو خدا جانے کیا ہو گیا ہے۔ شجاعت بھائی مرحوم کی لن ترانیاں سن کر اس کی عقل ماری گئی۔ منظور اور اس کی بہن دونوں کو خدا جانے کیا اُلٹا سبق پڑھایا کرتا ہے۔

میر الطاف حسین: (خفگی کے لہجے میں) بھئی احمد حسین تم سے کتنی بار کہہ دیا کہ شیخ جی کا ذکر ایسے الفاظ میں نہ کیا کرو۔ کچھ بھی ہو والد مرحوم کے زمانے کے آدمی ہیں اور میرے تمہارے دونوں کے بزرگ ہیں۔

احمد حسین: بھائی صاحب ایسی بزرگی کو سات سلام آخر خدا رسول کا حکم بھی کوئی چیز ہے؟ دین کی باتوں میں کسی کی بزرگی نہیں چلتی۔ ہم جب جانتے بڑے بزرگ ہیں جب لڑکے کو سمجھاتے کہ میاں نیچریت کے خیالات کو چھوڑو، بہن کو سیدانیوں کی طرح پردے میں رہنے دو، چچا کی اطاعت کرو۔

سیتا رام: اور ماموں کی؟

احمد حسین: ماموں کم بخت کس حساب میں ہے، وہ تو نالائق، جاہل، بے ایمان سمجھا جاتا ہے (میر صاحب کی طرف مخاطب ہو کر) کہیے قبلہ و کعبہ، بڑوں کی اطاعت چھوٹوں پر فرض ہے کہ نہیں؟ پھر جو شخص بھتیجے کو چچا سے بغاوت کرنے پر ورغلائے اور لڑکیوں کو پڑھ لکھ کر غارت ہو جانے کی صلاح دے اس پر میں اعتراض کرتا ہوں تو کیا بُرا کرتا ہوں؟

میر صاحب: تمھیں کہاں سے معلوم ہے کہ شیخ جی ان باتوں کی تعلیم دیتے ہیں؟ منظور بچہ ہے اور اس کی طبیعت میں بے چینی ہے۔ جب مزاج میں کیسوئی آئے گی یہ باتیں جاتی رہیں گی۔

احمد حسین: بھائی صاحب خطا معاف، آپ دیں فرشتہ خصال اور سب کو اپنا

جیسا سمجھتے ہیں۔ آپ کو خبر نہیں کہ کیا کیا ہانڈیاں پک رہی ہیں۔ کل نیک رام ضلع سے واپس آیا ہے۔ اپنے مقدمے کے لیے وکیل کرنے گیا تھا۔ لالہ بالکشن کے یہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ دوسرے مؤکلوں سے باتیں کر رہے ہیں، فرصت نہیں ہے۔ دو گھنٹے کامل انتظار کرنا پڑا۔ اس کے بعد دیکھتا کیا ہے کہ وکیل صاحب کے کمرے سے میاں منظور اور گنگا سہائے سرگوشی کرتے ہوئے نکلے۔ دونوں نے اسے دیکھا مگر آنکھ بچا کر نکل گئے۔ اب فرمایئے اس کے کیا معنی ہیں؟

میر صاحب: واللہ اعلم۔ منظور کو کسی امرِ قانونی میں مشورہ کرنا ہوگا۔

احمد حسین: جی، وہ امرِ قانونی یہ ہے کہ اپنی اور بہن کی جائداد کو خاندان کی جائداد سے الگ کرانے کی درخواست دیں اور بہن کو لے کر کمال پور میں الگ گھر میں رہیں۔ پھر آزادی ہی آزادی ہے۔ بہن پہلے ہی سے پڑھی لکھی ہے۔ اسے مشن کی میم سے اور پڑھوائیں گے۔ پھر محمد علی کے ساتھ مل کر لڑکیوں کا مدرسہ قائم کریں گے۔ اور یہ سب سکھائی پڑھائی ہے جناب شیخ کرامت علی صاحب کی!

میر صاحب: مجھے یقین نہیں آتا۔ اور بفرضِ محال ایسا ہو بھی تو شیخ جی نے کبھی ایسی رائے نہ دی ہوگی۔

احمد حسین: اب آپ نہ مانیے تو اس کا کوئی علاج نہیں۔ تھوڑے دن میں آپ ہی معلوم ہو جائے گا۔

میر صاحب: خیر اگر منظور اپنی جائداد کا انتظام خود کرنا چاہتا ہے تو اس میں کیا برائی ہے۔ اب بھی اس کی جائداد کی نگرانی منشی گنگا سہائے کرتے ہیں اب وہ خود کرے تو کون سی قباحت ہے۔

Scanned with CamScanner

احمد حسین : عرض کروں کون سی قباحت ہے ؟ آدھے سے زیادہ آمدنی جاتی رہے گی، اتنے بڑے خاندان کا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ موجودہ آمدنی میں نہ معلوم کن مصیبتوں سے کام چلاتا ہوں۔ پھر تو لقمان کی حکمت سے بھی پورا نہ پڑے گا۔ دوسرے یہ سیتا رام بیٹھے ہیں انھوں نے جن لوگوں سے یہ روپیا قرض لے کر ہمیں دیا ہے انھیں جب معلوم ہوگا کہ آدھی جائداد صاف نکلی جاتی ہے تو وہ فوراً نالش داغ دیں گے۔

سیتا رام : سرکار، آمد میاں سچ کہتے ہیں۔ گنگا سہائے نے پہلے سے لوگوں کو سنا رکھا ہے کہ منظور میاں اور چھوٹی بٹیا کے حصّے کی جائداد سے قرضے کا کوئی تعلّق نہیں۔ اب بٹوارا ہوگا تو بالکل ساکھ جاتی رہے گی۔

میر صاحب : مگر یہ تو سچ ہے نہ شجاعت مرحوم نے کبھی قرضہ لیا نہ منظور نے، اور اس کی بہن تو شاید ابھی قانوناً بالغ بھی نہیں ہے۔

احمد حسین : جی بالکل درست ہے، کسی نے قرضہ نہیں لیا۔ یہ تو مجھ کم بخت کی شامت آئی تھی کہ صغرا کی شادی میں خاندان کی آبرو رکھنے کے لیے، محرّم اسی شان سے کرنے کے لیے جیسا بزرگوں کے وقت سے ہوتا چلا آرہا ہے، سال بھر کا جمع خرچ پورا کرنے کے لیے میں نے قرض لیا۔ لیکن کیا میاں منظور اور ان کی بہن دونوں خاندان سے الگ تھے؟ کیا میرے آپ کے بزرگ ان کے بزرگ نہ تھے جو ان کی جائداد قرضے سے بری ہے۔

سیتا رام : سرکار یہ تو پکّی بات ہے۔ ہم لوگوں کے گھر میں بھی سب کاروبار ایک میں ہوتا ہے، سب کی آمدنی ایک ہوتی ہے۔ خرچ ساتھ ہوتا ہے۔ قرضہ بھی سبھی کے لیے لیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

میر صاحب: بھئی میری سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں۔ منظور دو چار دن میں آئے گا تو اس سے گفتگو کروں گا۔

احمد حسین: خدا ہی ہے جو آپ کے سمجھانے کا اثر ہو، صاحبزادے اپنے آپ کو افلاطون سمجھتے ہیں، ان کی نظر میں کسی کی بات کب جچتی ہے۔ پھر انھیں مشیر ملے ہیں شیخ کرامت علی، اور دوست محمد علی۔ اس لڑکے کے ارادے شجاعت بھائی مرحوم کی حیات ہی سے یہ ہیں کہ سعیدہ سے شادی کرے۔ جانتا تھا کہ بھائی مرحوم ہمارے خاندان کی رسم کے خلاف آدھی جائداد لڑکی کے نام چھوڑیں گے۔ لیکن مرحوم نے اسے کبھی منہ نہیں لگایا۔

میر صاحب: یہ تو تم صریحاً غلط کہتے ہو۔ شجاعت مرحوم اس لڑکے کو بہت چاہتے تھے۔ وہ ہوتے تو ضرور اسی سے شادی کرتے۔

احمد حسین: اب میں آپ کی تردید کیسے کر سکتا ہوں۔ آپ ہمشیرہ صاحبہ سے پوچھیے۔ ایسا ہوتا تو وہ سعیدہ کی نسبت محمد جواد سے کیوں ٹھہراتیں۔

میر صاحب: یہ وہ جانیں یا تم۔ میرے نزدیک تو یہ نسبت ہی زبردستی کی ہے۔ نہ لڑکی راضی ہے نہ اس کا بھائی۔

احمد حسین: شادی کے معاملے میں لڑکے لڑکی کی رضامندی کا خیال کرنا انوکھی بات ہے۔ شریف گھرانوں میں لڑکی سے جا کر کوئی نہیں پوچھا کرتا۔ ماں باپ جیسا اولاد کی بہتری کو سمجھتے ہیں وہ خود کیا سمجھے گی۔ اب رہے لڑکی کے بھائی صاحب تو چچا، چچی کے ہوتے انھیں بولنے کا کون منصب ہے۔

میر صاحب: مگر بھائی، منظور بہت برہم ہے۔ اگر لڑکی کی شادی جواد